- ٹی وی پر دوپٹہ نہ لینے والی خواتین کی چھٹی کرانے کا حکم۔ پروگرام ایسے دکھائے جائیں جو بہن بھائی اور باپ بیٹی ایک ساتھ دیکھ سکیں۔ فلموں سے فحاشی اور عریانی ختم نہ ہوئی تو حکومت سخت کارروائی کرے گی۔ (احمد سعید اعوان)

اعوان صاحب! دیکھ لیں یہ سب کچھ تو ضیاء کی باقیات میں سے ہے اور آپ کی وزیراعظم کہتی ہیں ضیاء کی شریعت پاکستان میں نافذ نہیں ہوگی۔

- حاکم علی زرداری۔ پاکستان علماء کونسل کے چیئرمین ہوں گے۔ (ایک خبر)

یہ تو ایسے ہے جیسے نورجہاں کو اسلامی نظریاتی کونسل کا چیئرمین بنا دیا جائے۔

- لوگوں کی عزت بحال کرائیں گے۔ (دکھر)

اور سمن آباد۔ لاہور کی بیٹیوں کی عزت ......؟

- اراضی کے تنازعہ پر بیٹوں نے باپ کو زنجیروں سے جکڑ کر کمرے میں بند رکھا۔

سلطانی جمہور کا آیا ہے زمانہ۔

- صدر اور وزیراعظم میں مصالحتی کوششوں کا ٹھوس نتیجہ نہ نکل سکا۔ (ایک خبر)

انتظار فرمایئے!

- مختار اعوان پولیس کی حفاظت میں سیر کرتے رہے۔ (ایک خبر)

ملتان تے آ سو ہنیاں!

- جو آئے وزارت پائے۔ وزیراعظم کی حزب اختلاف کے ہر رکن اسمبلی کو پیشکش۔ (ایک خبر)

ضیاء الحق کی باقیات کے لئے وزارتوں کی لوٹ سیل!

- تحریک عدم اعتماد میں پانچ مسلمان ارکان حلف اٹھا کر مکر گئے۔ میں مسلمان نہیں۔ مگر یہاں موجود ہوں۔ (راناچندر سنگھ۔ ایم این اے)

ایک بار پھر غیر مسلم رکن اسمبلی کا مکر جانے والے مسلمان ارکان کے منہ پر زناٹے دار تھپڑ۔

- اسلام کا مفہوم سماجی جمہوریت ہے (وزیراعظم)

"کبھی اصطلاح میں اسلام کا مفہوم بھی ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں اسلام کا مفہوم، خدا کی عبادت، رسول کی اطاعت اور مخلوق کی خدمت ہے۔

- پولیس اہلکار تھانوں میں نماز پڑھیں تو اس کا اثر لوگوں پر بھی ہوگا۔ (ڈی سی ملتان کی ہدایت)

جو بھی آیا بر وقت بھلا یاد آیا
بت خانے کی چوکھٹ پہ خدا یاد آیا

- کھر کے "را" سے تعلقات کی تفصیلات، فوج کی فائلوں میں محفوظ ہیں (حسین حقانی)

کھر نے اندرا کو پاکستان پر حملہ کی ترغیب دی تھی۔ (پرویز الٰہی)

دور بدلا بھی تو غداری رستم ٹھہرے۔

آپا نثار فاطمہ (سابق رکن قومی اسمبلی)

یہ جمہوریّت اور یہ آمریّت

میری توبہ، اللہ ان دونوں سے بچائے

گزشتہ نو ماہ سے جس قدر جمہوریت کے لفظ کی تکرار سُنی گئی ہے، بالخصوص ذرائع ابلاغ کے سب سے بڑے اور مؤثر ادارے ٹیلی ویژن کارپوریشن سے، اس سے غالباً ہر پاکستانی یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا ہے کہ جمہوریت کیا ہے؟ جمہوریت کی اصطلاح تو ہم نے دوسری چیزوں کی طرح سے امریکہ اور مغرب ہی سے درآمد کی ہے۔ امریکہ یا یورپ جہاں بھی یہ طرزِ حکومت قائم ہے، وہاں اگر اکثریت شراب پینا شروع کر دے تو آپ امتناعِ شراب کا کوئی قانون نافذ نہیں کر سکتے، اگر بدکاری کا رواج ہو تو اُس کو روکنے کی کوئی کوشش آزادی اور حقوق کے منافی سمجھی جائے گی۔ الغرض جس بُرائی کو اکثریت اپنا لے وہ جمہوریت کا حصّہ بن جاتی ہے۔ اس کے برعکس جس اسلام کے ہم دعویدار ہیں، اُس کا حکم ہے کہ اگر سارا معاشرہ بھی کسی بُرائی کی لپیٹ میں ہو اور فردِ واحد جانتا ہو کہ اس کام کو خدا نے ناپسند کیا ہے تو کمر ہمت باندھ کر اُس برائی کا مقابلہ کرے اور اُسے مٹانے کے درپے ہو جائے۔ اسلام نے حاکمیت کا حق جمہور کو نہیں خدا کو دیا ہے، اسلامی حکومت صرف اُن احکامات کو نافذ کرنے کا فرض ادا کرتی ہے۔ اگر حاکمِ وقت کسی خدائی قانون کے نفاذ میں کاہلی کرے تو ملّت اسلامی کا ہر فرد اُس کے محاسبے کا حق رکھتا ہے۔ اسلام میں مشورے کی اہمیت ہے اور حکم ہے، لیکن وہ مشورہ اہلِ تقویٰ اور اہلِ علم لوگوں کا ہے نہ کہ جاہل، بے علم اور بے دین کا مشورہ پوری تاریخِ اسلام میں نہ لیا گیا اور نہ اس کی اہمیت سمجھی گئی، بلکہ خود خدائے وحدہٗ لاشریک نے قرآنِ پاک (سورہ انعام) میں اس کی وضاحت فرما دی، اے نبیؐ! اگر تم اُن لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔ وہ تو محض گمان پر چلتے اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں، تمہارا رب بہتر جانتا ہے کہ کون اس کے راستے سے بھٹکا ہُوا ہے اور کون سیدھی راہ پر ہے۔ (پ ۸، آیت نمبر ۱۱۶ سورہ انعام)

اسلام کی تاریخ کو دیکھیے، ایک حضورؐ پاک: ایک طرف اور پورا مکہ ہی نہیں، پورا عرب دوسری طرف ہے۔ اکثریت کی رائے یہ تھی کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکال دو۔ ان کو قتل کر دو۔ انہیں مکہ میں رہنے کا حق نہیں، انہیں شعب ابی طالب میں محصور کر دو۔ تین سال آپؐ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُس گھاٹی میں نہایت مشکلات میں بسر کیے۔ طائف کا سفر کیا۔ اُن کے سرداروں نے کیا کہا تھا؟ اکثریت کی رائے کیا تھی؟ اور رضائے حق کیا تھی؟ کیا آپؐ اکثریت کے سامنے جُھک گئے تھے، کیا بات بدل گئی تھی؟ نہیں بلکہ آپ نے اُس اکثریت سے حق کو منوا لیا اور اقلیت کو اکثریت میں بدل دیا۔ کیا مشکلات و مصائب میں اکثریت ایمان لائی تھی؟ بلکہ ایمان لانے والوں میں ابوبکرؓ و عمرؓ تھے، عثمانؓ و علیؓ تھے۔ اکثریت ایمان فتحِ مکہ کے بعد لائی تھی، غلبۂ اسلام نے سب کے دل جیت لیے تھے، اگر آقائے دو جہاں سرورِ انبیاءؐ اکثریت کی بات مان لیتے تو آج اسلام کی تاریخ کون قلمبند کرتا؟ ہم سب کس طرح مسلمان ہوتے؟ ایک فردِ واحد نے تاریخ عرب و عجم کو بدل ڈالا، بقول مولانا حالیؔ ؎

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال فرما جانے کے بعد حضرت ابوبکرؓ صدیق کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔ کیا الیکشن کی تاریخ رکھی گئی تھی؟ کیا تمام بدوؤں کا ووٹ لیا گیا تھا؟ صرف اہلِ علم اور اہلِ تقویٰ اصحابِ رسولؐ نے آپؓ کے حق میں رائے دی اور انتخاب ہو گیا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق کے بعد حضرت عمرؓ کا انتخاب کس طرح عمل میں آیا؟ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے فرمایا کہ میں اپنے بعد عمرؓ فاروق کو خلیفہ منتخب کرتا ہوں، کچھ لوگوں نے اس اندیشے کا اظہار کیا کہ آپؓ ایک سخت مزاج انسان کو مقرر کر رہے ہیں، لیکن حضرت ابوبکرؓ صدیق کا جواب تھا کہ تم میں سے بہتر انسان کو منتخب کر رہا ہوں۔ آپؓ کے مشورے کو قبول کیا گیا اور حضرت عمرؓ فاروق تاریخِ اسلام کے دوسرے خلیفہ منتخب ہوئے اور ایک شاندار اسلامی تاریخ رقم کی۔

آج ہر مسلمان تاریخ کے اُن بارہ سالوں پر فخر محسوس کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ کی فتوحات تاریخِ اسلام کا سنہرا باب ہیں اور وہی حضرت عمرؓ جو مشہور ہے کہ کوڑا ہاتھ میں رکھتے تھے، ایک بھوکی بڑھیا اور اس کے بچوں کے لیے اپنی کمر پر آٹے کی بوری اُٹھا کر لے جاتے۔ غلام کہتا کہ مجھے اُٹھانے دیں تو فرماتے کہ عمر کا بوجھ قیامت کے دن کون اُٹھائے گا؟ مجھے اپنا بوجھ خود اُٹھانے دو۔ باطل کے ایوان آپؓ سے لرزتے تھے۔ کفر کی قوتیں تھرتھراتی تھیں، لیکن کمزور و مجبور مسلمانوں کے لیے آپؓ سایۂ شفقت تھے اور راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر مدینے کی گلیوں میں عوام کے لیے پھرتے تھے کہ کوئی دکھی نہ ہو۔ جب احباب مشورہ دیتے کہ آپ دن کو بھی کام کرتے ہیں اور رات کو بھی آرام نہیں کرتے تو فرماتے تھے کہ کل قیامت میں عمرؓ کی جگہ کون جواب دے گا؟ یہ ہے وہ حکومت و سلطنت جو اسلام عطا کرتا ہے اور حاکمِ وقت اپنے آپ کو خدا کے سامنے جواب دہ سمجھتا ہے۔ خلافت کے لیے بیعت بھی انہی حضرات کی ہوتی تھی جو علم و تقویٰ والے ہوتے تھے۔ حضرت حسینؓ کا واقعۂ کربلا اس بیعت کی زندہ جاوید مثال ہے کہ آپ کی بیعت کی اہمیت کیوں تھی؟

اسلام نے ایسے لوگوں کو عہدے دینے سے منع کیا ہے جو اپنے آپ کو عہدوں کے لیے پیش کریں اور عہدوں کی تمنا کریں۔ اسلام میں اس بات کی ممانعت ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کیے جائیں اور اس کی تشہیر کی جائے۔ اسلام میں اس کی بھی ممانعت ہے کہ اپنی خوبیاں بیان کی جائیں۔

موجودہ جمہوریت میں ابتدا ہی یہاں سے ہوتی ہے کہ مدِمقابل کی خوب بُرائیاں تلاش کرو، ان کی لاؤڈ سپیکر پر تشہیر کرو اور شائع کرو بلکہ جو عیب اُس میں نہیں ہیں اُن کو بھی بیان کرو۔ اپنی خوبیوں کا بڑھا چڑھا کر اعلان کرو۔ منتخب ہونے پر عہدوں کی تمنا کرو، اُن کے لیے کوشش کرو، خوشامد کرو اور ایسے ساتھی ملاؤ جو سفارش کریں کہ اسے ضرور عہدہ دیا جائے۔ جماعتیں بناؤ اور ہر ایک اپنے منشور کو اس طرح پیش کرے کہ یہی صحیفہ آسمانی ہے۔ نتیجہ کیا ہے، ہر بار الیکشن میں قوم ٹوٹتی ہے، دل ٹوٹتے ہیں، رشتے داریاں ٹوٹتی ہیں، دوستیاں چھوٹتی ہیں، تفرقے بڑھتے ہیں، دوریاں قائم ہوتی ہیں۔ ایک بھائی ایک جماعت سے جیتتا ہے اور دوسرا بھائی دوسری جماعت سے، برادری دو حصوں میں تقسیم ہے، دوست احباب بھی دو حصوں میں تقسیم ہیں۔ جو خاندان ایک خاندان کو بیٹی دے چکے ہوتے ہیں، وہ بیٹی اپنا واسطہ بھائی باپ کو دیتی ہے کہ آج اگر آپ اس کے ساتھ نہ چلے تو میری ساری زندگی عذاب ہو جائے گی۔ اب ایمان کچھ کہتا ہے، ضمیر کچھ کہتا ہے لیکن بیٹی اور بہن کی شکل آنکھوں کے سامنے آتی ہے تو فیصلہ کچھ اور ہو جاتا ہے۔ باپ جانتا ہے کہ اُس کے بیٹے نے صحیح پارٹی سے ٹکٹ نہیں لیا، لیکن بیٹا ہے اور الیکشن بہر حال جیتنا ہے، لہٰذا باپ اپنے ایمانی تقاضے بالائے طاق رکھ کر بیٹے کا ساتھ دیتا ہے اور الیکشن کے لیے روپے پیسے، دین، ایمان سب کا سودا کر لیتا ہے۔ کیا یہ اسلام ہے؟ تاریخِ اسلام کی مثال تو یہ ہے حضرت ابوبکرؓ صدیق جنگِ بدر میں مسلمانوں کی طرف ہیں، بیٹا جو ابھی مسلمان نہیں ہوا کافروں کی صف میں ہے۔ جب مسلمان ہو جاتا ہے تو کہتا ہے، ابا جان! آپ میرے نیزے کی زد میں دو مرتبہ آئے، لیکن میں نے آپ کو باپ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق جواب دیتے ہیں کہ بیٹا! اگر تم میرے نیزے کی زد میں آتے تو میں تمہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کا دشمن سمجھ کر وہیں ڈھیر کر دیتا۔ اسلام نے تو یہ جذبے دیے ہیں۔

آج ہم جس جمہوریت کے دیوانے ہیں اُس کے بارے میں علامہ اقبالؒ نے کہا ہے ؎

چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر •

اور سے

جمہوریت وہ طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گِنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

اگر ہم علامہ کی اس فکر کو اہمیت نہیں دیتے تو مفکر قوم کیوں کہتے ہیں؟ اُن کی سوچ سے استفادہ کیوں نہیں کرتے! جس انتخاب میں ایک جج کا اور ایک مجرم کا ووٹ برابر ہے، ایک ڈاکٹر کا اور ایک پاگل کا ووٹ برابر ہے، ایک عالم کا اور ایک ڈاکو ـــــ کا ووٹ برابر ہے۔ آج ہم اس الیکشن

> اگر آقائے دو جہاں، سرورِ انبیاء ﷺ
>
> اکثریت کی بات مان لیتے تو آج
>
> اسلام کی تاریخ کون قلم بند کرتا؟

کو اپنے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ بنا بیٹھے ہیں۔ ہم جانتے ہیں ہماری آبادی صرف بائیس فی صد پڑھی لکھی ہے اور اکثریت اَن پڑھ ہے، لیکن ہم ضد کرتے ہیں کہ حکومت کا انتخاب اَن پڑھ اور جاہل ہی کریں گے کیونکہ پڑھے لکھے لوگ تو اقلیت میں ہیں۔ ان معصوم اور سادہ لوح لوگوں کو الیکشن جیتنے والے کس کس طرح بے وقوف بناتے ہیں، کیا کیا نعرے لگاتے ہیں اور کتنے جھوٹے وعدے کرتے ہیں یہ تو کوئی چھپی بات نہیں۔ کیا یہ سب کچھ اسلام اجازت دیتا ہے؟ آج سب ہی مذہبی جماعتیں اسی جمہوریت کی نیلم پری کے رقص پر فریفتہ ہیں اور اپنی سیاست کی ساکھ قائم رکھنے کے لیے یہی نعرہ استعمال کر رہی ہیں کہ جمہوریت چاہیئے۔ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کہتے تھے کہ جس پاکستان کا تم دعویٰ کرتے ہو، اگر بخاری کو یقین ہو کہ تم وہ پاکستان بنا ڈالو گے تو بخاری اُس مُلک کی گلیوں میں جھاڑو دینے کے لیے تیار ہے، لیکن اس مغربی جمہوریت میں تم کس طرح اسلام لاؤ گے؟[لہ] مولانا مودودی نے اپنی ایک تقریر جو شہادتِ حق کے نام سے شائع ہو چکی ہے میں یہی کہا تھا کہ جس اسمبلی کے انتخابات کے لیے علم و عمل اور تقویٰ کا کوئی معیار نہیں، جس میں اقلیتی نمائندے بھی بیٹھے ہوں گے اُس اسمبلی سے آپ نفاذِ اسلام کی توقع کس طرح کرتے ہیں؟ اور ہم نے بیالیس برس میں جب بھی یہ تجربہ کیا، ایک اندوہناک لمیے سے قوم دوچار ہو گئی۔

۱۹۷۰ء کا الیکشن جس نے مُلک کو دو ٹکڑے کر دیا، ادھر ہم اور اُدھر تم کا نعرہ ایسا لگا کہ اب تک اس نعرے سے جان چھڑانی مشکل ہے۔ پہلے ایسٹ اور ویسٹ پاکستان تھا، اس کے بعد ون یونٹ توڑ کر ہر صوبے کو علیحدہ پہچان دے دی اور سندھی، بلوچی، پنجابی، سرحدی کی ٹوپی پہنا کر خوش ہو رہے ہیں۔ پاکستانی بعد میں اور صوبے کی پہچان پہلے ہے، حالانکہ ہم سب مسلمان ہیں اور ہم ایک ہیں لیکن ہمارے طرزِ حکومت نے ہمیں اس طرح تقسیم کر دیا ہے کہ اس کا تماشہ آج کل آپ وفاق اور صوبوں میں خوب دیکھ رہے ہیں۔ مرکز میں کسی پارٹی کی حکومت ہے اور ایک صوبے میں کوئی ہے تو دوسرے میں کوئی۔ کیا یہ اسلام ہے؟

اسلام کو چھوڑیئے، جس جمہوریت کا راگ الاپ رہے ہیں، اس کی رُو سے دیکھیے، پنجاب حکومت کے ساتھ کیا ڈرامے ہو رہے ہیں؟ اگر جمہوریت ہے تو صوبائی حکومتوں کو کیوں برداشت نہیں کیا جاتا؟ بلوچستان کی اسمبلی کیوں توڑی گئی تھی؟ پنجاب کے افسران کے خلاف صنعتکاروں کے خلاف انتقامی کارروائی کیا جمہوریت کا حصہ ہے؟ سندھ میں مہاجر مار کھا رہے ہیں۔ کراچی میں امن و امان غارت ہو رہا ہے۔ ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں۔ شریف عورتوں کے گھروں میں جا کر ڈاکو مال و دولت ہی نہیں لوٹ رہے، عزتیں بھی لُوٹ رہے ہیں۔ وومن ایکشن فورم کی خواتین دوست بیگمات اب کیوں خاموش ہیں۔ اسلامی قوانین کا مذاق اُڑانے کا تو کوئی موقعہ نہیں چُوکتا بلکہ بیرونِ ملک ایسی فلمیں دکھائی جا رہی ہیں کہ پاکستان میں خواتین بہت مظلوم ہیں۔ آج کراچی کی عورت واقعی مظلوم ہے، اس کی عزت ہر آن خطرے میں ہے۔ اس کے باپ بھائی، بیٹے شوہر کی

لہ پاکستان کی چالیس سالہ سیاسی تاریخ نے جمہوریت کے ذریعہ نفاذِ اسلام کا فلسفہ باطل ثابت کر دیا ہے۔